Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵ | اتوار، ۲۱، رجب ۱۴۱۰ھ، ۱۸، تبلیغ ۱۳۶۹ہش، ۱۸ فروری ۱۹۹۰ء | نمبر ۴۱

احمدیت کی دوسری صدی کا آغاز

"اس صدی کے آغاز کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمارے لئے سعی و جزاء کے سابقہ پیمانے بدلا دیئے ہیں اور ہماری ادنیٰ کوششوں کو اپنی بے پایاں برکتوں سے غیر معمولی طور پر مثمر بثمراتِ حسنہ فرمایا ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۹۰ء ص۱)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاءؑ اور راستبازوں پر بھی بعض اوقات بلائیں آجاتی ہیں اور مصائب اور شدائد میں ڈالے جاتے ہیں لیکن یہ گمان کرنا کہ وہ مصائب اور بلائیں کسی گناہ کی وجہ سے آتی ہیں۔ خطرناک غلطی اور گناہ ہے۔ ان بلاؤں میں جو خدا کے راستبازوں اور پیارے بندوں پر آتی ہیں اور ان بلاؤں میں جو خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور خطاکاروں پر آتی ہیں۔ زمین آسمان کا فرق ہے اس لئے کہ ان کے اسباب بھی مختلف ہیں۔ نبیوں اور راستبازوں پر جو بلائیں آتی ہیں اُن میں ان کو ایک صبرِ جمیل دیا جاتا ہے جس سے وہ بلا اور مصیبت اُن کے لئے مدرک الحلاوت ہو جاتی ہیں۔ وہ اس سے لذت اُٹھاتے ہیں۔ اور روحانی ترقیوں کے لئے ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے درجات کی ترقی کے لئے ایسی بلاؤں کا آنا ضروری ہے جو ترقیات کے لئے زینہ کا کام دیتی ہیں۔ جو شخص ان بلاؤں میں نہیں پڑتا اور ان مصیبتوں کو نہیں اُٹھاتا وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتا۔

دنیا کے عام نظام میں بھی تکالیف اور مشقتوں کا ایک سلسلہ ہے جس میں سے ہر ایسے شخص کو جو ترقی کا خواہاں ہے گذرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان تکالیف اور شاقہ محنتوں میں باوجود تکالیف کے ایک لذّت ہوتی ہے جو اُسے کشاں کشاں آگے لئے جاتی ہے۔ برخلاف اس کے وہ مصیبت اور تکالیف جو انسان کی اپنی بدکرداری کی وجہ سے اس پر آتی ہیں۔ وہ وہ مصیبت ہوتی ہے جس میں ایک درد اور سوزش ہوتی ہے جو اس کی زندگی اس کے لئے وبالِ جان کر دیتی ہے۔ وہ موت کو ترجیح دیتا ہے مگر نہیں جانتا کہ یہ سلسلہ مر کر بھی ختم نہیں ہوگا"۔

(ملفوظات جلد ہفتم ص۱۵۱)

خُدا کی خاطر قُربانی کرنے والے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جماعت میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جن کے متعلق مجھے فکر کرنی پڑتی ہے۔ وہ اپنے نفس پر جماعت کی خاطر اتنی کنجوسیاں کرتے ہیں یہاں تک کہ اپنے حق بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے متعلق کوئی اور بتا دے تو بتا دے۔ اس معاملہ میں ان کی زبان نہیں ہوتی۔ اس لئے مجھے فکر کر کے ان کی ضرورتوں پر نگاہ رکھنی پڑتی ہے کہ کہیں میری غفلت کی وجہ سے اُن کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ جب انسان اپنے اندر کا نگران سخت کر دیتا ہے تو باہر سے شفیق دل بھی ان کے لئے پیدا کر دیتا ہے جو باہر سے ان کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ اپنا درد نہیں رکھتے تو خدا اور خدا کے فرشتے ان کا درد رکھتے ہیں اور خدا ان کے اموال میں بھی برکت بخشتا ہے۔ حضرت اقدس (بانی سلسلہ) نے حضرت داؤد علیہ السلام کا حوالہ دے کر لکھا ہے (اس کے علاوہ بعض اولیاء نے بھی کہا ہے) کہ خدا کی خاطر تقویٰ اختیار کرنے والوں اور خدا کی خاطر قربانی کرنے والوں کی سات نسلیں بھوکی نہیں مرتیں۔ برکت کا اتنا لمبا اثر ان پر چلتا ہے۔ حضرت اقدس (بانی سلسلہ) کے بھی اپنی جماعت کے ساتھ یہی وعدے ہیں جو خدا نے آپ سے کئے تھے۔ اس لئے بے خوف ہو کر مالی قربانی کی راہوں میں آگے بڑھتے چلے جائیں، چندہ دیتے وقت بھی اپنے

○ مکرم سلیمان احمد صاحب طاہر۔ کراچی کی والدہ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب طاہر (کراچی) کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ کمزوری بڑھتی جارہی ہے۔

○ مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ اسیر راہِ مولیٰ کا چھوٹا بیٹا عزیز خالد الیاس کچھ دنوں سے بیمار ہے۔

○ مکرمہ ناہید خان صاحبہ اہلیہ مکرم فرید احمد خان صاحب کینیڈا کو ایک حادثہ میں شدید چوٹیں آئی ہیں۔ ان کی پسلیوں اور ریڑھ کی ہڈی کا کینیڈا میں آپریشن ہوا ہے۔ وہ انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں ہیں۔ ناہید خان صاحبہ مکرم حسن محمد خان صاحب عارف کی بہو اور مکرم ملک فضل حسین صاحب کی بیٹی ہیں۔

احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرمہ زینب النساء صاحبہ بنت مکرم ملک الطاف حسین صاحب آف کبیر والہ شہر کا نکاح مکرم مبشر احمد صاحب ابن مکرم ملک محمد نواز صاحب نادر آف کبیر والہ شہر کے ساتھ مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مشہود احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ خانیوال نے مورخہ ۸، ستمبر ۱۹۸۹ء کو پڑھا۔

○ مکرم محمد الطاف صاحب ناصر ابن مکرم ملک الطاف حسین صاحب آف کبیر والہ شہر کا نکاح مکرمہ عابدہ صبوح صاحبہ بنت مکرم ملک محمد نواز صاحب نادر آف کبیر والہ شہر کے ساتھ مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مشہود احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ نے مورخہ ۹، ستمبر ۱۹۸۹ء کو دار الفضل کبیر والہ میں پڑھا۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔

تقویٰ کے معیار کو بلند کریں اور خرچ کرتے وقت بھی اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند کریں۔ اللہ تعالیٰ کی لامتناہی برکتیں آپ پر نازل ہوں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، اپریل ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۱۸، تبلیغ ۱۳۶۹ ہش ۱۸، فروری ۱۹۹۰ء

معاشرے کی بہتری

آج سے ستر اسی سال قبل ہندوستان میں ایک ہندو مسلمان ہو گیا تو ہندوؤں نے شور مچایا کہ اس کا مسلمان ہونے کا فیصلہ اس لئے بے معنی ہے کہ اس نے تمام مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ تو کیا نہیں اسے کیسے پتہ چلا کہ جو مذہب اس نے اختیار کیا ہے وہ اس کے لئے زیادہ مناسب ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ اس نے اسلام ہی کا کیا بھرپور مطالعہ کیا ہے۔ سوال تھا تبدیلئ مذہب کا۔ کسی ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں جانے کا، اپنے مذہب کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنے کا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے وضاحت فرمائی کہ جہاں تک مذہب کی افادیت کا تعلق ہے انسان کو دو باتیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہی دو باتیں اس کے لئے فیصلہ کن ثابت ہونی چاہئیں۔ اور وہ دو باتیں یہ ہیں کہ کسی مذہب میں خدا کا کیا تصوّر ہے۔ اور اس مذہب کے ماننے والوں کا معاشرہ کیسا ہے یعنی ان کے آپس میں تعلقات کی تعلیم کیا ہے۔

ہم اس وقت معاشرہ کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ انسان انسانوں کے ساتھ مل کر ہی رہ سکتا ہے اور مل کر رہنے کے لئے ضروری ہے کہ مراعات نہیں تو آسانیاں تو ہوں۔ اور آسانیاں بھی نہ ہوں تو کم از کم مشکلات تو نہ ہوں۔ وہ یہ تو محسوس کرے کہ وہ بغیر کسی طرح کی رکاوٹ کے اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ امن و امان ہے۔ چلنا پھرنا بھی آسان، بات چیت بھی آسان اور زندگی کے دوسرے پہلو بھی بلا روک ٹوک جاری رہ سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ کیوں نہ جنگلوں میں نکل جائے اور اکیلا رہے۔ انسانی بھیڑیوں کی بجائے حیوانی اور جنگلی بھیڑیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی زندگی کے دن گزارے۔

ہر فرد کی ذمہ داری اگر سارا معاشرہ اُٹھا لے تو ہر فرد پُر سکون بھی ہو اور محفوظ بھی۔ یہ نہیں کہ معاشرہ کے ہر فرد کی ضرورت دوسروں کو پوری کرنی ہو گی لیکن اگر کوئی ضرورت مند ہو تو اس کی ضرورت پوری کی جانی چاہیئے۔ حضرت امام جماعت (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں

"وہ قوم جس کے ہر فرد کو معلوم ہو کہ میری ذمہ داری ساری قوم نے اپنے سر اٹھائی ہوئی ہے۔ اس کے دل میں کتنا سکون اور کتنا اطمینان ہوگا اور اپنے رب کی حمد کے کتنے گہرے جذبات اس کے دل میں موجزن ہوں گے۔"

آئیے ہم اپنے معاشرہ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ ہم سب افراد کیلئے سکون اور اطمینان کی زندگی بسر کرنے کے مواقع مہیا کریں۔

خدمتِ خلق خدا کر اس طرح
مذہب و ملّت نہ آئے درمیاں
ہر ضرورتمند کا ہمدرد بن
یہ ترے ایمان کا ہے امتحاں

ابوالاقبال

کون کہتا ہے وہ ربوہ میں نہیں ۔ ربوہ میں ہیں
وہ کہیں بھی ہوں مکیں وہ ہر کہیں ۔ ربوہ میں ہیں

ہوتے ہیں حائل دلوں کے درمیاں کب فاصلے
جیسے وہ لندن میں ہیں ویسے مکیں ربوہ میں ہیں

ہم ہیں اُن کے دِل میں تو وہ بھی ہمارے دل میں ہیں
ہم وہاں لندن میں ہیں اور وہ یہیں ربوہ میں ہیں

روشن دین تنویر

دِل میں جب انکی محبت کا شرر ہوتا ہے
ذرۂ خاک بھی صد رشکِ قمر ہوتا ہے

کیا کہوں کتنی بلندی پہ گزر ہوتا ہے
جب ترے دَر پہ جھکایا ہوا سر ہوتا ہے

چشمِ عاشق میں جو ہوتا ہے لگن کا آنسو
نہ ستارہ کوئی ایسا، نہ گہر ہوتا ہے

پھول ہو جاتے ہیں سب شرم سے پانی پانی
صبح جب ان کا گلستاں سے گزر ہوتا ہے

لوگ کرتے ہیں اسے آہ! جفا سے تعبیر
جب کرم ان کا یہ اندازِ دگر ہوتا ہے

زندگی کاش مری ایسا صدف ہو جس میں
عشق کا خاص درخشندہ گہر ہوتا ہے

ڈاکٹر محمود الحسن امین آبادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت فضل عمر
(اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

تلقین عمل

مجھے یاد ہے ہم ایک دفعہ پہاڑ پر جا رہے تھے۔ میرے ساتھیوں میں ایک احمدی پٹھان بھی تھے۔ انہیں نسوار کھانے کی عادت تھی۔ مگر بد قسمتی سے وہ اپنی ڈبیہ گھر بھول آئے تھے۔ راستے میں ایک کشمیری مزدور آ رہا تھا جس نے ایک کندھے پر لکڑیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ وہ اُسے دیکھتے ہی نہائت لجاجت کے ساتھ کہنے لگے۔ اے بھائی کشمیری! اے بھائی کشمیری جی! اے بھائی جی! آپ کے پاس نسوار ہے؟ مجھے یہ بات سن کر بے اختیار ہنسی آگئی کہ جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنی گردن بھی نیچی نہیں کرتا تھا۔ آج نشہ پورا نہ ہونے کی وجہ سے کس قدر لجاجت پر اتر آیا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانے میں جب دوست باہر سے آپ کی ملاقات کیلئے آتے تھے ان میں سے بعض لوگ حقے کے بھی عادی ہوتے تھے۔ ان دنوں قادیان میں اور تو کسی جگہ حقہ نہیں ہوتا تھا۔ صرف ہمارے ایک تایا کے پاس ہوتا تھا جو سخت دھریہ اور دین سے بے تعلق تھے مگر حقے کی عادت کی وجہ سے وہ ان کے پاس بھی چلے جاتے اور انہیں مجبوراً ان کی باتیں سننی پڑتیں ہمارے یہ تایا دین سے ایسے بے تعلق تھے کہ ایک دفعہ قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کبھی نماز بھی پڑھی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ میں تو بچپن سے ہی بڑا سلیم الطبع واقعہ ہوا ہوں میں چھوٹی عمر میں ہی جب دیکھتا کہ لوگوں نے سر نیچے اور سرین اوپر کئے ہوئے ہیں تو میں ہنستا کہ یہ کیسے بے وقوف لوگ ہیں اور اب تو میں بہت سمجھ دار ہوں میں نے نماز کیا پڑھنی ہے۔ ایک دوست نے سنایا کہ ایک دفعہ ایک احمدی وہاں حقہ پینے کیلئے چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد اپنے آپ کو گالیاں دیتے ہوئے واپس آگیا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میں اپنے آپ کو اسلئے برا بھلا کہہ رہا ہوں کہ محض حقہ کی عادت کیوجہ سے مجھے اسکے پاس جانا پڑا اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف باتیں سننی پڑیں اگر مجھے یہ بُری عادت نہ ہوتی تو میں اسکے پاس کیوں جاتا اور اپنے آقا کے خلاف اسکے منہ سے کیوں باتیں سنتا۔ غرض حقہ بھی لغویات میں شامل ہے جسکو چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اگر کوئی شخص خود نہ چھوڑ سکے تو اُسکو کم از کم یہ کوشش ضرور کرنی چاہیئے کہ اسکی اگلی نسل اس بدی سے محفوظ رہے اور اسکی عمر کے خاتمے کے ساتھ اس لغو فعل کا بھی اسکے خاندان میں خاتمہ ہو جائے۔

پھر لغویات میں بے کار بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور دوسروں سے بے تعلق باتیں پوچھتے رہنا بھی شامل ہے۔ ہمارے ملک میں یہ ایک عام نقص ہے کہ مرد بھی اور عورتیں بھی دوسروں سے ایسی باتیں پوچھتے ہیں جن کا ان کی ذات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً عورت بلا وجہ دوسری سے پوچھتی رہتی ہے کہ یہ کپڑا کتنے کا لیا ہے۔ یہ زیور کہاں سے بنوایا اور جب تک اسکی ساری ہسٹری معلوم نہ کر لے اُسے چین ہی نہیں آتا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی لیکن کسی اور عورت نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اسی نے تنگ آکر اپنے گھر کو آگ لگا دی۔ لوگوں نے پوچھا کچھ بچا بھی ہے اس نے انگوٹھی کیطرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ سوائے اس انگوٹھی کے اور کچھ نہیں بچا۔ ایک عورت نے کہا کہ بہن تم نے یہ انگوٹھی کب بنوائی تھی یہ تو بہت خوبصورت ہے وہ کہنے لگی اگر یہی بات تم پہلے پوچھ لیتی تو میرا گھر کیوں جلتا۔ اسی طرح مرد سلام کے بعد یہی پوچھنے لگ جاتے ہیں۔ کہاں سے آئے ہو۔ کہاں جاؤ گے۔ کیا کام ہے۔ آمدنی کیا ہے۔ کتنے بچے ہیں۔ شادی شدہ ہیں یا غیر شادی شدہ۔ حالانکہ اس کا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ انگریزوں میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے بلاوجہ پوچھیں کہاں ملازم ہو تعلیم کتنی ہے۔ تنخواہ کیا ملتی ہے۔ وہ کبھی کرید کرید کر دوسرے کے غیر متعلق حالات معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ مگر ہمارے ہاں اس کو بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ جن لوگوں کو بڑی بڑی باتوں کا خیال ہوتا ہے انہیں چھوٹی باتوں کی طرف توجہ کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی اگر لوگوں کو دین کا فکر ہو اور انہیں معلوم ہو کہ دینِ حق آج کن مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے اور اسکی اشاعت کیلئے کتنی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ تو انہیں لغو کاموں اور لغو باتوں کا خیال بھی پیدا نہ ہو۔ اگر کسی کے گھر میں آگ لگ جائے تو وہ بیٹھ کر گپیں مارنے نہیں لگ جاتا بلکہ دیوانہ وار دوڑتا اور آگ کو بجھانے کی کوشش کرتا ہے۔

مطمع نظر اور ترقی

مطمع نظر کا اونچا کرتے چلے جانا قومی ترقی کے لئے بہت اہم ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "نیت المومن خیرٌ من عملہ" مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن اپنے اندر ایک بہت بڑا مدعا لئے ہوئے ہے۔ ایمان لانے والے کی نیت ہمیشہ اس کے عمل سے بہتر ہوگی۔ اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان کی نیت بھی اچھی ہو اور اس کے اعمال بھی اچھے ہوں۔ لیکن اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ پہلے سے بڑھ کر نیک اعمال کرے گا۔ دوسرے یہ کہ اس کی نیت اچھی ہو لیکن اعمال بُرے ہوں اور ارادہ یہ ہو کہ وہ اپنی اصلاح کرے گا۔ اور پھر جوں جوں وہ کام کرتا جائے۔ اپنی نیت کو بھی بلند کرتا جائے۔ جب وہ ایک روزہ رکھتا ہے۔ تو اس کے بعد دوسرا روزہ رکھتا ہے۔ پھر تیسرا روزہ رکھتا ہے۔ جب وہ ایک دن روزہ رکھتا ہے اور اس کی شام قریب آتی ہے تو وہ دوسرے روزے کی نیت کرتا ہے۔

اور جب دوسرے روزے کی شام قریب آتی ہے تو وہ تیسرے روزے کی نیت کرتا ہے۔ اور ... تیسرے روزے کی شام قریب آتی ہے تو وہ چوتھا روزہ رکھتا ہے۔ یا وہ ارادہ رکھتا ہے کہ کوئی دوسری نیکی کروں مثلاً صدقہ دوں۔ اور جب وہ صدقہ کرتا ہے تو کسی اور نیکی کی نیت کرتا ہے۔ اس طرح اس کی نیت عمل پر سبقت لے جاتی ہے۔ غرض انسان کا ارتقائی پروگرام ہونا چاہیے جو اونچے سے اونچا ہوتا چلا جائے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ پہلے ایک چھوٹا پہاڑ ہوتا ہے۔ پھر اس سے بڑا پہاڑ ہوتا ہے۔ پھر اس سے بڑا پہاڑ ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ انسان اس کی چوٹی پر چلا جاتا ہے تم کبھی یہ نہیں دیکھو گے کہ انسان ایک ہی دفعہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائے یہی وہ انسان سے امید رکھتا ہے کہ جب وہ ایک نیکی کرے تو پھر اس سے بڑی نیکی کرے۔ پھر اس سے بڑی نیکی کرے۔ اور کامیاب وہی انسان ہوتا ہے۔ جو ایک جگہ پر ساکن نہ ہو جائے۔ بلکہ جب وہ ایک مقصد کو حاصل کرے تو اس سے بڑے مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرنے لگ جائے۔ وہ ایک چھوٹی نیکی کر کے مطمئن نہیں ہو جاتا بلکہ وہ ہر روز ایک نیا پروگرام تیار کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ پہلے سے آگے نکل جاؤں۔ اور جب کوئی انسان اس قسم کا پروگرام تیار کرتا ہے تو یقیناً اس کا فکر ترقی کرتا ہے اس کا عمل وسیع ہوتا ہے۔ اور ہر کامیابی پر اس کا حوصلہ بھی وسیع ہوتا ہے۔

عورتوں کے حقوق

آپ لوگوں کو عورت کے حقوق کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے اور نیکی کے کاموں میں جس طرح مردوں کی شمولیت لازمی ہے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی موقعہ دینا چاہیئے۔ مجھے ایک عورت کا خط موصول ہوا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ میرا خاوند مجھے علیحدہ چندہ دینے نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے میرے چندے میں تم بھی شریک ہو حالانکہ یہ غلط ہے۔ جس طرح مرد کی فطرت تقاضا کرتی ہے کہ اپنے ہاتھ سے نیکی کرے اسی طرح عورت کی فطرت بھی اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ خود نیکی بجا لا کر اپنے لئے ثواب کمائے۔ نیکی سے دل کی صفائی ہوتی ہے۔ جب تک ہر شخص خود نہ کرے اس کے دل کی صفائی کس طرح ہو سکتی ہے۔ جس طرح نماز دوسرے کی طرف سے نہیں پڑھی جا سکتی۔ اسی طرح چندہ بھی دوسرے کی طرف سے نہیں دیا جا سکتا۔ پس آپ لوگوں کو عورتوں کو بھی چندوں وغیرہ میں شمولیت کا موقعہ دینا چاہیئے۔ تاکہ ان کی فطرت کا تقاضا بھی پورا ہوتا رہے۔ صرف چندہ ہی نہیں یہ تو مثال ... میں نے بیان کیا ہے۔ ہر شعبۂ حیات میں عورت کو برابر کا شریک سمجھنا چاہیئے اور اسے اس کے حقوق دینے چاہئیں۔ مرد کے حقوق کو جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ ترجمہ :۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کو گھریلو معاملات میں ویٹو پاور کا درجہ حاصل ہے۔ جب میاں بیوی میں اختلاف کی صورت پیدا ہو جائے تو اس وقت مرد کا فیصلہ ناطق ہوگا لیکن جب اختلاف بڑھ جائے اور مرد ویٹو پاور کا ناجائز استعمال کرے تو عورت کو

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

پروفیسر میاں محمد افضل

حضرت میاں نظام الدین صاحب سیالکوٹی

(حضرت نانا جان رفیق بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی سوانح حیات جو ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے خود تحریر کی۔ محترم ماموں جان بشیر احمد نظام صاحب نے خاکسار کے سپرد یہ کام کیا کہ اس میں سے کچھ حصّے ہدیہ قارئین کئے جائیں۔ ان ایمان افروز واقعات میں سے چند ایک آپ بیتی کے انداز میں مگر اپنی ترتیب اور اپنے الفاظ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔)

ابھی پانچویں جماعت کا طالب علم تھا کہ والد صاحب (جو چھاؤنی میں اعلیٰ پوزیشن پر تعینات تھے) کا انتقال ہو گیا۔ میرے سوتیلے بھائیوں نے مزید تعلیم کے حصول کے لئے اعانت سے انکار کر دیا۔ مجبوراً سکول کو خیر باد کہنا پڑا۔ مگر یہ مجبوری اور نامساعد حالات علم کے حصول کے شوق کو دبا نہ سکے۔ جلد ہی انگریزی پڑھنے کی دھن سوار ہوئی۔ میں نے منشی اللہ دتہ صاحب سے آتے جاتے سبق لینا شروع کر دیا۔ یہ ابتدا تھی۔ مگر یہ شوق اس وقت بھی کم نہ ہوا جب کہ میرا اسپورٹس کا کاروبار بہت ترقی کر گیا اور مصروفیت بے انتہا ہو گئی۔ ایک انگریز کو اپنے کارخانہ میں نوکر رکھا وہ فرم کیلئے چٹھیاں بھی لکھتا اور مجھے انگریزی بھی پڑھاتا۔ انگریزی سے شغف اس حد تک بڑھا کہ پھر میں نے ساری زندگی سول اینڈ ملٹری گزٹ اخبار ہی پڑھا۔ مگر اسکے ساتھ ساتھ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے فارسی کلام نے مجھے اس خوبصورت اور میٹھی زبان کی طرف مائل کیا۔ ابتدا ازالہ اوہام میں درج فارسی نظم سے ہوئی جو میں نے قادیان میں چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر سے سبقاً سبقاً پڑھنی شروع کی۔ ابھی نظم مکمل نہیں ہوئی تھی کہ چوہدری صاحب گورداسپور تشریف لے گئے میرے اس شوق نے مجھے مجبور کیا اور میں بھی اُن کے ساتھ گورداسپور چل دیا۔ پھر اُن سے فارسی درثمین بھی پڑھی۔ بعد میں مثنوی مولانا روم اس حد تک پڑھی کہ اسکے بے شمار اشعار ازبر ہو گئے۔

ایک بار جب میں نے اپنے آپ کو دینِ حق کا پیغام پہنچانے کیلئے پیش کیا تو مجھے نارووال سے آگے دھرگ میانہ بھیج دیا گیا۔ ایک دفعہ جب چوہدری عنایت اللہ صاحب ذیلدار (امیرِ جماعت) باہر تشریف لے گئے تو مجھے نمازِ جمعہ پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے "عاشقِ صادق (حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ) اپنے محبوب (حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقشِ قدم پر" کے موضوع پر خطبہ دیا۔ میرا خطبہ بہت سراہا گیا اور اسکی ایک وجہ یہ تھی کہ میں نے اس ضمن میں مولانا روم کے بہت سے اشعار بھی پڑھے اس گاؤں میں ایک ماہ انہی مصروفیات میں گذرا اور اس دوران اللہ تعالے کے فضل سے تین اشخاص کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۔۔۔۔ مگر میں واقعات کے بیان میں بہت آگے نکل گیا۔ مذہب میں دلچسپی بچپن سے ہی تھی۔ کیونکہ والد صاحب کے ساتھ باقاعدگی سے بیت الذکر جایا کرتا۔ اکتسابِ علم کا شوق بڑھتا گیا۔ ایک واعظ سے سنا کہ حافظِ قرآن کی سات پشتیں بخشی جاتی ہیں اور میں نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کر دیا۔ ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء میں حضرت بانیٔ سلسلہ سیالکوٹ تشریف لائے۔ مشتاقانِ دید کا ایک ہجوم تھا۔ میں بھی شامل ہو گیا۔ یہ جمِ غفیر حکیم حسام الدین صاحب کے بیت الذکر تک پہنچا۔ وہاں میں نے پہلی بار حضور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے درس میں جانا شروع کر دیا۔ مولوی صاحب جادو بیان تھے۔ قرآن کریم اس خوش الحانی سے پڑھتے کہ لوگوں پہ وجد طاری ہو جاتا۔ مولوی صاحب کے وعظ اور قرآن دانی کا بہت چرچا تھا اور بڑے بڑے لوگ آپ کے درس میں شریک ہوتے۔ چھاؤنی سے دو سکھ سپاہی بھی آیا کرتے۔ اس کے نتیجہ میں احمدی ہو گئے۔ مجھے بھی اس درس نے اور سب کچھ بھلا دیا۔ قرآن کریم کا ایک دور ختم ہوا تو اُسکے کچھ عرصہ بعد لاہور میں جلسہ مذاہب ہوا۔ مولوی صاحب کی کشش مجھے بھی وہاں لے گئی اور میں نے دو دن جلسہ کی تقاریر سُنیں۔ اس تقریر نے مجھے احمدیت کے قریب کر دیا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب لاہور سے قادیان روانہ ہوئے تو میں بھی ساتھ ہو لیا۔ ہم ظہر کے وقت بیت المبارک میں داخل ہوئے۔ میں ابھی وضو کر رہا تھا کہ بانیٔ سلسلہ بیت میں تشریف لائے۔ آتے ہی اس عاجز کا نام لے کر فرمایا "آؤ میاں نظام الدین بیعت کر لو" میں نے اسے خاص کرم جانا کیونکہ عموماً حضور بیعت کرنے والوں کو کچھ دن ٹھہرنے کے لئے کہا کرتے تھے۔ مگر مجھے فوراً یاد فرما لیا گیا۔ ان دنوں حضور یہ الفاظ زور دار طریق سے دہرایا کرتے "اے میرے ربّ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی اور بخشنے والا نہیں" میں نے بیعت کی اور پھر اُسی درگاہ کا ہو کر رہ گیا۔ ۱۸۹۷ء میں حضور کے گھر کی مرمت ہو رہی تھی۔ جس کمرے میں حضور لکھنے پڑھنے کا کام کرتے اُسکی چھت بھی بدلی جانی تھی میں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اور اس طرح حضرتِ اقدس کو نہایت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ میں حیران ہوا کہ اس تعیش زدہ دنیا میں جہاں معمولی حثیت کے انسانوں کے گھروں میں بھی آرام و آسائش کے بے شمار سامان ہوتے ہیں۔ حضور کے لکھنے کے کمرے میں محض ایک تخت پوش اور کونے میں پانی کا ایک گھڑا رکھا تھا۔ حضور ٹہلتے ہوئے لکھتے جاتے تھے نہ کوئی آرام کرسی نہ کوئی سٹڈی ٹیبل۔ نہ دری نہ قالین سادگی کی انتہا تھی۔ اپنے رفقاء کار سے محبت کا یہ عالم تھا کہ کھانا سب کے ساتھ مل کے گول کمرے میں کھاتے۔ عام دستور یہ تھا کہ مہمان جمع ہو جانے تو حضور تشریف لاتے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب (جو دونوں وقت حضور کے ساتھ کھانا کھاتے تھے) ایک روز خلافِ معمول موجود نہیں تھے۔ حضور نے آتے ہی مولوی صاحب کے متعلق دریافت فرمایا اور پھر مجھے انہیں بلانے کیلئے بھیجا حضرت مولوی صاحب کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضور تشریف لا چکے ہیں تو بھاگتے ہوئے گول کمرہ تک گئے حالانکہ آپ اتنا آہستہ چلنے والے تھے کہ اکثر حضرتِ اقدس سیر کے دوران مولوی صاحب کے پیچھے رہ جانے پہ انتظار فرمایا کرتے۔ اُن دنوں کی یادیں بہت حسین اور پُر لطف ہیں۔ اس خاکسار کو بھی عنایاتِ خسروانہ سے کئی بار نوازا گیا۔ ایک روز اتفاقاً حضور کے بالکل قریب بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ حضرت اقدس روٹیاں اٹھا اٹھا کر مجھے دیتے جاتے۔ فرمانے لگے تم بہت کھانا کھایا کرو۔ تمہارا کام بہت سخت ہے۔ کتنا خیال تھا اُس محسن کو اپنے رفقاء کا۔ اور کیا محبت کا سلوک تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور خود بہت کم کھاتے۔ روٹی توڑتے تو ایک آدھ لقمہ لے لیتے۔ بعد میں روٹی کے ٹکڑے تبرّک کے طور پر حاضرین اٹھا لیتے۔ یہ لطف و کرم کی بارش یہیں تک محدود نہ تھی۔ میں نے حضور کے گھر کا کام مکمل کر لیا تو کچھ کتابیں اور دستار مبارک لینے کی خواہش کی۔ حضور نے ازالہ اوہام عنایت کی اور پھر اسوقت جو دستار مبارک آپ پہنے ہوئے تھے وہ اتار کر مجھے عنایت کر دی۔ اللہ اللہ کیا لطف و کرم تھا۔ کیا اپنے رفقاء کی خواہشات کا احترام تھا۔ کہ ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر انہیں شرفِ قبولیت بخشا۔ اس امام محترم کی معیت میں سفر کرنے کے بھی مواقع ملے۔ ان کی روح پرور مجالسِ عرفان سے مستفید بھی ہوا اور بعض اوقات انتہائی قریب ہونے کی وجہ سے حضور کی آہستہ سے کی ہوئی بات بھی کانوں نے سن پائی۔ پہلا جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں ہوا اور اس میں میرے اندازے کے مطابق پچاس ساٹھ احمدی شامل ہوئے (حضرت میرزا بشیر احمد صاحب نے یہ تعداد ۷۵ بتائی ہے۔ مرتب) حضور ظہر کی نماز پڑھا چکے تو ایک شخص سبز پیرہن میں ملبوس اوپر چڑھ آیا اور لگا خرافات بکنے۔ اس وقت میں حضور کے بالکل قریب تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس نے نہ برہمی کا اظہار کیا نہ گھبراہٹ کا۔ بڑے اطمینان سے بیٹھے رہے اور پھر آہستہ سے فرمایا "دیکھو خدا نے ہمیں یہ جوش دیا ہے اور اس کو یہ جوش"۔ خطبہ الہامیہ والی عید پہ بھی حضور کے قریب تھا۔ حضرتِ اقدس نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو لکھنے کا ارشاد فرمایا اور پھر علم کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ ایک اور عید پہ بھی موجود تھا۔ جب کہ ایک برہمن وارد ہوا۔ اُس نے حضور کو گالیاں دینا شروع کر دیں مگر وہ تو گالیاں سن کر دعا دو" میں یقین رکھنے والی ہستی تھی۔ سو آپ خاموشی سے سُنا کئے

ایک دفعہ حضرتِ اقدس کے ساتھ گورداسپور سے قادیان کے سفر کا موقع ملا۔ بٹالے پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ ان دنوں ابھی بٹالہ میں قیام کی کوئی جگہ مقرر نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے حضور ایک سرائے میں تشریف لے گئے۔ سرائے سخت غلیظ تھی۔ ہر طرف گدھے بندھے ہوئے تھے۔ جنہوں نے غلاظت میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ اُس دنیا کے روحانیت کے شہنشاہ کی سادگی ملاحظہ فرمائیے کہ حضور یہیں ایک ٹوٹی پھوٹی چارپائی پر لیٹ گئے اور مصاحبین بھی ارد گرد گندی جگہ پر سو رہے۔ یہ حضور کی دعائیں تھیں اور احمدیت کی برکت کہ ایک یتیم ایک نہایت ادنیٰ کام سے آغاز کرتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالےٰ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے اور اتنی برکت ڈالتا ہے کہ وہ ایک بڑی سپورٹس فرم کا مالک بن جاتا ہے۔ جسکی برانچیں پونا اور کوہاٹ میں قائم کی گئیں۔ مگر ان سب مصروفیات کے باوجود خدمتِ دین اور پیغامِ حق پہنچانے کا جذبہ اس حد تک تھا کہ اُن سے بھی بات ہوتی رہتی جو کاروبار سے متعلق تھے۔ اور اُن سے بھی جن سے سرِ راہ ملاقات ہوتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عناد اور کاروباری حسد بڑھتا گیا۔ ایک جلسد نے جھوٹا مقدمہ کھڑا کر دیا۔ اس واقعہ کا ذکر حضور نے حقیقۃ الوحی میں بطورِ نشان نمبر ۱۳۹ فرمایا حضور نے میری اس استدعا کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا" ایک خطرناک مقدمہ فوجداری میرے پر دائر کیا گیا ہے اور کوئی سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی سخت خوف دامنگیر ہے اور دشمن چاہتے ہیں کہ میں اس میں پھنس جاؤں۔ اور بہت خوش ہو

باقی صـ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

مولانا محمد منور صاحب

مبوانا علی مگونڈا

۱۹۶۴ء کی بات ہے۔ دارالسلام میں میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ ایک ہلکے پھلکے بدن کا خوش پوش نوجوان اجازت لے کر دفتر میں آگیا اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ میں آپ سے کچھ دینی سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کے سوالات کا جواب دیا اور وہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔

تھوڑے دنوں کے بعد وہ پھر آیا اور بتایا کہ وہ گیارہ سال سے جماعت کا شائع کردہ سواحیلی ترجمۃ القرآن پڑھ رہا ہے اور دین کے بارہ میں جستجو کر رہا ہے اور اب وہ جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ مجھے اس شخص کے جذبہ تحقیق پر خوشگوار تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ کیا افریقہ میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو خاموشی سے اتنا طویل عرصہ تجسس میں گذار دیتے ہیں۔

میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ اتنا وقت اکیلے تحقیقات کر سکتے ہیں تو کچھ عرصہ ہم سے ملنے کے بعد بھی تحقیق جاری رکھیں اور جلدی نہ کریں۔ چند روز کے بعد رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو گیا۔ وہ ہر روز ہمارے ساتھ تراویح کی نماز ادا کرتے اور دوسری نمازوں میں بھی شامل ہوتے رہے۔ آخر ان کی خواہش پر انہیں بیعت فارم دے دیا گیا۔ مرکز سے ان کی جماعت میں قبولیت کی اجازت مل گئی اور وہ ہمارے پُرجوش معاون بن گئے۔

جناب مبوانا علی مگونڈا (MBWANA ALI MGUNDA) ایک نیم سرکاری محکمہ (LINT AND SEED MARKETING BOARD) میں اچھے عہدہ پر فائز ہیں۔ دین کی اشاعت کا شوق رکھتے ہیں اور ماہوار چندہ باشرح ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے ایک باموقع قطعہ زمین خریدا اور مجھے مکان کا سنگ بنیاد رکھنے کیلئے ساتھ لے گئے۔ اپنے مشورہ کے لئے میں نے جو وہاں ایلڈرز کی کمیٹی بنائی ہوئی تھی اس کے وہ ممبر تھے اور جماعت کی مضبوطی اور وسعت کیلئے بڑے اچھے مشورے دیتے تھے۔

ایک دفعہ مجھے احساس ہوا کہ جماعت دارالسلام میں کچھ دوست بے کار ہیں۔ ان کے روزگار کیلئے مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ دارالسلام سے تیس میل باہر جماعت کی ایک بستی قائم کی جائے۔ وہاں یہ دوست زراعت کا کام کرکے اپنے لئے رزق حلال مہیا کریں اور جماعت کے لئے بھی مالی امداد کا وسیلہ بنیں۔

تیس دوست اس کام کے لئے تیار ہو گئے ان میں سے کچھ برسرِ روزگار بھی تھے۔ لیکن آبادکاری کے شوق میں وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ برادرم مگونڈا صاحب بھی آبادکاروں میں شامل ہو گئے۔ فرصت کے وقت اپنی کار میں وہاں جاتے اور کھیتی باڑی کا کام کرتے کچھ فارغ عزیزوں کو بھی وہاں رکھا ہوا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ پہلے سال ہی وہاں بارش نہ ہوئی۔ پینے کا پانی بھی آسانی سے دستیاب نہیں تھا۔ ہمارے ایک دوست بکاری سالم ڈیلا (BAKARI SALAM DILA) بھی اس گروپ میں شامل تھے۔ بڑے دعاگو اور تہجد گذار تھے۔ ایک رات انہوں نے نماز تہجد میں اللہ تعالیٰ کے حضور پانی کے حصول کیلئے بڑی بے تابی سے دعا کی۔ نوافل کے بعد ذرا آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ قریب ہی ایک مقام پر کستی سے زمین کھود رہے ہیں۔ اور وہاں سے پینے کا پانی نکل آیا ہے۔

فجر کی نماز کے بعد انہوں نے دوستوں سے اس کا ذکر کیا۔ سب تیار ہو گئے کہ ابھی چلتے ہیں اور زمین کی کھدائی کرتے ہیں۔ بکاری صاحب نے انہیں وہ جگہ دکھائی جہاں سے انہوں نے خواب میں پانی نکالا تھا اور تھوڑی ہی گہرائی میں جانے کے بعد ان کو پانی میسر آگیا۔

احباب نے اس کامیابی کی مجھے اطلاع دی اور ساتھ ہی لکھا کہ بارش کے لئے دعا کی جائے۔ میں نے حضرت امام جماعت احمدیہ (ثالث) کی خدمت میں درخواست کی کہ ہم نے نئی جگہ آباد کی ہے۔ لیکن بارش نہ ہونے کی وجہ سے گھبراہٹ ہے۔ حضور دعا کریں۔

تھوڑے دنوں کے بعد حضور کا حوصلہ افزا جواب مل گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے خوب بارش ہوئی۔ ہمارے احباب نے مکئی کاشت کی تھی۔ جب فصل تیار ہوئی تو مجھے بھی کچھ بھٹے تحفہ کے طور پر ارسال کئے۔ میں نے سوچا کہ اس تحفہ کے اصل مستحق تو حضور ہیں۔ جن کی دعا سے ہمیں یہ آسمانی رزق ملا ہے۔ میں نے دو بھٹے بذریعہ ہوائی جہاز حضور کی خدمت میں پیش کئے اور دعا کی شاندار قبولیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضور نے بھٹوں کی رسید بھجوائی اور بعد میں جب حضور دورہ پر جرمنی تشریف لے گئے تو قبولیتِ دعا کے ذکر پر وہاں بھی اس واقعہ کا ذکر فرمایا۔

بقیہ: یاد رفتگان

رہے ہیں اور میں نے اسوقت ظاہری اسباب سے ناامید ہو کر یہ خط لکھا ہے۔ اور میں نے اپنے دل میں نذر کی ہے کہ اگر میں اس مقدمے سے نجات پا جاؤں تو مبلغ پچاس روپے خدا تعالیٰ کے شکریہ کے طور پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں گا۔ تب وہ خط اُن کا کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دعا کی گئی۔ اور اُسکو اطلاع دی گئی۔ چند دن گذرنے کے بعد اس کا پھر خط معہ پچاس روپے کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے اس بلا سے نجات دی ہے۔ پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جس میں لکھا تھا کہ سرکاری وکیل نے پھر وہ مقدمہ اٹھایا ہے اس بنا پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے۔ ...... یہ حملہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور بہت تشویش دہ ہے ......

یہ خلاصہ دونوں خطوں کا ہے جن کے بعد دعا کی گئی اور اس پر شاید ایک دو ہفتے نہیں گذرے تھے کہ پھر مستری نظام الدین کا خط آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریقِ مخالف کی کمشنر صاحب لاہور نے نامنظور کر کے کل واپس کر دی" یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ اُس نے اپنے پیارے کی دعا سے ایک سخت دشمن کے چنگل سے نجات بخشی۔ مگر یہ میری خوش بختی ہے کہ اسی ذرّہ ناچیز کا ذکر بطور ایک نشان کے حضور کی کتاب میں درج ہو گیا۔ حضور کی وہ مجلس آج تک یاد ہے جس میں ایک پیکرِ صدق و وفا ایک عاشقِ صادق ایک عظیم ہستی یعنی صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ یہ جہلم کا واقعہ ہے۔ حضور وہاں پہنچے تو میں بھی سب کو چھوڑ چھاڑ حضور کی زیارت کو پہنچ گیا۔ حضور نے اُس مجلس میں صاحبزادہ صاحب کی خاطر فارسی میں تقریر کی۔ پھر کسی کام سے اٹھے تو صاحبزادہ صاحب نے بھی اٹھنا چاہا اس خیال سے کہ شاید حضرتِ اقدس پھر واپس نہ آئیں گے۔ مگر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو کہا کہ حضور واپس تشریف لائیں گے۔ اس پر صاحبزادہ صاحب نے جو کہا وہ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہا ہے فارسی میں فرمایا کہ بیں ہزار سال بندگی سے یہاں بیٹھنا بہتر سمجھتا ہوں۔ اور پھر کہا "من نزدِ تو ذرّہ بے حقیقت اَم"۔ اور یہ جملہ نہایت عاجزی کے انداز میں دہراتے چلے گئے۔ کیا جذبہ تھا۔ کیا عقیدت تھی۔ کیا عجز تھا! اُس عاشقِ صادق نے ایک بار حضور کا دامن پکڑ لیا اور پتھروں کی بے تحاشا بارش بھی پاؤں میں لغزش نہ لا سکی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اوپر تحریر کیا جا چکا ہے کہ پیغامِ حق پہنچانے کا جذبہ جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ لوگوں نے سختیاں کیں۔ نقصان پہنچائے۔ جسمانی اذیتیں دیں مگر یہ سب مصائب و تکالیف اس جذبہ پر بند نہ باندھ سکے۔ اسی جذبہ کے زیرِ اثر ایک دفعہ اکیلا کوٹلی لوہاراں کو چل پڑا۔ وہاں بات چیت شروع کی تو ایک نوجوان آگے بڑھا اور اس نے میری گردن پر ایک زوردار مکّہ رسید کیا۔ میں نے ہوش و حواس قائم رکھے۔ جیب سے ایک ڈائری نکالی اور دوسرے آدمی سے اس کا ایڈریس معلوم کر کے نوٹ کرنے لگا۔ میرے صاف ستھرے کپڑے اور نوٹ بک دیکھ کر نوجوان گھبرا گیا اور لگا معافی مانگنے۔ اسی طرح ایک بار ایک ہوٹل میں بحث شروع ہو گئی۔ ایک موٹا تازہ کشمیری نوجوان آگے بڑھا اور اس نے مجھے اٹھا کر نیچے زمین پر دے مارا۔ لیکن یہ عجیب معجزہ ہوا کہ مجھے ذرہ بھی چوٹ محسوس نہ ہوئی یوں معلوم ہوا گویا فرشتوں نے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ سو یہ سب ہوتا رہا مگر یہ معمولی روکیں میرے جذبہ کو سرد نہ کر سکیں۔

انجمن کے کاموں میں حصہ لینے کی اللہ تعالےٰ نے توفیق عطا کی اور بہت خدمت کے مواقع ملے۔ سیکرٹری۔ محاسب اور آخر میں جماعتِ سیالکوٹ کا امیر بنایا گیا۔

سیالکوٹ کے جلسہ گاہ کی زمین خریدنے اور اس کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کا اعزاز بھی ملا۔ جماعت سیالکوٹ کا جلسہ انجمن اسلامیہ کے ہائی سکول میں ہوا کرتا تھا۔ مگر ایک بار انہوں نے اجازت دینے کے بعد پھر انکار کر دیا۔ جس پر چوہدری نصر اللہ خاں صاحب نے فوراً اپنی زمین خریدنے کا ارادہ کیا۔ ایک زمین دیکھی گئی۔ جس کے سودے کیلئے مجھے ارشاد ہوا۔ ۷۰ روپے فی مرلہ کے حساب سے سودا تو طے پا گیا۔ مگر اب چار کنال زمین کے لئے روپیہ اکٹھا کرنے کا مسئلہ تھا۔ چوہدری نصر اللہ خاں صاحب نے خاکسار اور منشی محمد عبداللہ صاحب کو ساتھ لیا اور ہم گاؤں گاؤں شہر شہر ان حضرات کے پاس پہنچے جن کا سیالکوٹ سے تعلق تھا یا کبھی رہا تھا۔ کسی نے دس روپے دیئے کسی نے بیس۔ نواب محمد دین صاحب نے ۲۲۵ روپے دیئے اور ہم بارش کیچڑ پانیوں سے گذرتے ہوئے رقم اکٹھی کرتے گئے اور عمر ایسے ہی کاموں میں بیت گئی۔

(اللہ تعالےٰ اس احمدیت کے شیدائی پر اپنی بے حد و حساب رحمتیں برسائے)

غیرممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طب و صحت

چوہدری مبارک مصلح الدین احمد

گھریلو ڈسپنسری

ان دنوں بیماریوں کا علاج خاصہ مہنگا ہو گیا ہے اور نہ صرف یہ کہ کافی پیسے خرچ ہوتے ہیں بلکہ ڈاکٹروں کی معروفیات کے باعث بہت سا وقت ان کو دکھانے اور ان سے مشورہ حاصل کرنے پر صرف ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ ڈاکٹر عموماً بہت سے ٹیسٹ کروانے کی ہدایت کرتے ہیں اور ان کے نتائج دیکھنے کے بعد ہی کوئی نسخہ تجویز کرتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مثلاً TESTS کا خرچ چار صد روپے ڈاکٹر کی فیس یکصد روپے ٹرانسپورٹ کا خرچ دو صد روپے اور نسخہ کے مطابق دوائی کی قیمت محض بیس روپے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علاج ہمیشہ اچھے ڈاکٹر سے ہی کروانا چاہیئے بالخصوص جب کوئی بیماری بار بار عود کر آئے یا پیچیدگی پیدا ہو رہی ہو لیکن اگر وقت پر ذرا سی توجہ دے لی جائے تو نہ صرف معمولی علاج سے بیماری سے ابتداء ہی میں نجات پائی جا سکتی ہے بلکہ زیادہ طاقتور ادویہ ANTIBIOTICS وغیرہ کے بُرے اثرات (SIDE EFFECTS) سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں توجہ باقاعدگی اور مداومت، خوش خلقی، حسن سلوک، عفو اور درگذر سے کام لینے، غصہ سے اجتناب، قناعت پسندی، مختلف کاموں میں توازن، کھانے پینے میں اعتدال اور کھیل، ورزش، دوڑ یا سیر میں باقاعدگی بہت سی بیماریوں کو دور رکھنے کا موجب ہیں۔ مزید برآں، استغفار بھی احتیاط اور دوا کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اطباء بڑے بڑے اور حفظ ماتقدم کے لئے احتیاطیں بتاتے ہیں، اگرچہ سلسلہ اسباب کا اور ان کی رعایت درست ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ محدود العلم ضعیف انسان کہاں تک بچاؤ بچاؤ کر کے غذا اور پانی کا استعمال کیا کرے۔ میرے نزدیک استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ میں تو اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے صلح و موافقت پیدا کرو اور دعاؤں میں مصروف رہو"
(الحکم جلد ۳، نمبر ۲۳، صفحہ ۵)

انسان کمزور ہے اور ماحول آلودہ ہے خوراک بھی اتنی طیب نہیں ہوتی جتنی کہ چاہیئے لہذا باوجود احتیاطی تدابیر کے یہ کئی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بیماری کو ابتداء میں کنٹرول کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ابتدائی طبی معلومات حاصل کی جائیں اور جہاں تک ممکن ہو شروع میں ہی بیماری سے نمٹا جائے۔ مزید برآں بچوں کو یا اپنے آپ کو ہی بعض اوقات کوئی چوٹ لگ جاتی ہے جسے فوری فرسٹ ایڈ درکار ہوتی ہے اس لئے اگر گھر میں بعض دوائیاں اور متعلقہ ساز و سامان رکھ لیا جائے اور ابتدائی طبی امداد کے لئے ایک کِٹ (KIT) بنالی جائے تو ایسی "گھریلو ڈسپنسری" بہت کار آمد ثابت ہو سکتی ہے۔ اس سے معمولی بیماریوں کا فوری اور آسان علاج خود ہی کیا جا سکتا ہے اور بعض ہنگامی صورتوں (EMERGENCIES) میں اور شدید ضربات کے وقت اس وقت تک کہ کوئی ڈاکٹر معائنہ کر کے علاج بتا سکے یا مریض کو ہسپتال پہنچایا جا سکے، وقتی طور پر موجود ساز و سامان سے صورتِ حال سے نمٹا جا سکتا ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ کسی بھی ایمرجنسی کے وقت کام آنے کیلئے پہلے سے ہی قریبی ہسپتال کے ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ کا فون نمبر، اپنے ڈاکٹر کا فون نمبر کسی کاغذ پر لکھ کر اس KIT کے اندر چسپاں کرایا جائے۔ اسی طرح فون کے قریب رکھی ہوئی کسی کاپی میں درج کر دیا جائے۔ یہ بھی بہتر اور عند الضرورت بہت فائدہ بخش ہے کہ گھر کے افراد کے خون کا گروپ نمبر، اسے کسی چیز کی الرجی تو نہیں اگر ہے تو کس کی، اسے کوئی ایسی بیماری مثلاً دمہ، بلڈ پریشر، شوگر، گردوں کی انفیکشن، دل کا مرض وغیرہ تو نہیں اور اگر ہے تو اس کے زیر استعمال کون کونسی ادویہ ہیں۔ یہ بھی کسی کاپی میں لکھ رکھنا چاہیئے تاکہ عند الضرورت مطلوبہ معلومات ڈاکٹر کے سامنے فوراً آ سکیں۔

ایسی KIT عموماً غسل خانوں میں رکھتے ہیں جو درست نہیں کیونکہ نمی اور ٹمپریچر کی تبدیلی دوائیوں کی طاقت، دیرپائی اور افادیت کو جلد کم کر دیتی ہیں۔ درست طریق یہ ہے کہ کسی اونچے شیلف میں بچوں کی پہنچ سے بالا کسی خوب بند ڈبے میں ادویہ وغیرہ رکھی جائیں اور اگر بچوں سے حفاظت کی خاطر تالہ لگایا جائے تو بالغ افرادِ خانہ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ چابی کہاں رکھی ہوئی ہے۔ جب کسی سیر و تفریح یا پکنک پر جائیں تو یہ کِٹ ہمراہ لے جانی چاہیئے، جو دوائیاں رکھی جائیں ان کی عمر (EXPIRY DATE) دیکھ لیں جو بالعموم اوپر لکھی ہوتی ہے۔ جس پر نہ لکھی ہو ان کے بارہ میں کیمسٹ بتا دے گا۔ چاہیئے کہ وقت پر ان کو تبدیل کر لیا جائے۔ عموماً سال کے بعد تبدیل کرنا مناسب ہوتا ہے۔ پرانی ادویہ کسی اور کو نہ دیں بلکہ ضائع کر دیں مثلاً نالے میں پھینک کر۔

بالعموم زخم، خراشیں، چاقو یا تیزدار چیز یا گرنے سے کٹ (CUT) لگ جانا، سردرد، دانت درد، بدہضمی، معدہ کی خرابی، قے و متلی، عارضی قبض، اسہال، کھانسی، کیڑے مکوڑے کا کاٹنا پٹھوں کا تناؤ اور سفری بیماری کو گھر پر نمٹنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ اس لئے کم از کم حسب ذیل سامان MEDICINE KIT میں ہونا چاہیئے

۱۔ پٹی کرنے کے لئے چپکنے والا پلستر چند رول مختلف چوڑائی والے۔
۲۔ انٹی سیپٹِک کریم مثلاً POLYFAX۔
۳۔ زخموں کی صفائی کیلئے لوشن مثلاً DETTOL یا SAVLON۔
۴۔ عام پٹیاں (BANDAGE) "1 چوڑی کے دو رول اور ایک رول CREPE-BANDAGE کا۔
۵۔ روئی کا رول۔
۶۔ CALAMIN لوشن۔ کیڑوں، مکھیوں اور بھڑوں کے کاٹنے کے لئے۔
۷۔ ڈسٹِنگ پاؤڈر مثلاً CICATRIN زخم خشک کرنے کے لئے۔
۸۔ واٹر پروف ایلاسٹک پلاسٹر۔
۹۔ BURNOL مرہم اور GENTION-VIOLET لوشن۔
۱۰۔ چند سیفٹی پن (SAFETY PINS)۔
۱۱۔ قینچی کُند سروں والی۔
۱۲۔ چُبھے ہوئے لوہے کے ٹکڑوں کو نکالنے کے لئے TWEEZERS۔
۱۳۔ جسم اور سردرد کیلئے ادویہ مثلاً SOLUBLE ASPIRIN، پیراسٹامول یا پیناڈول۔
۱۴۔ میٹھا سوڈا (SODIUM BICARBONATE) (اس کا استعمال لمبے عرصے کے لئے نہیں کرنا چاہیئے) یا کارمینیٹو مکسچر (CARMINATIVE)
۱۵۔ KAOLIN MIXTURE اسہال کیلئے یا LOMOTIL اور D.H.Q گولیاں۔
۱۶۔ ملک آف میگنیشیا یا DULCOLAX یا پیرافین آئیل یا CREMAFFIN برائے قبض کشائی۔
۱۷۔ EYE-BATH جو نیم گرم پانی کے ساتھ آنکھوں سے گرد یا گندگی دور کرنے کے لئے ہو یا HAZELIN آئی ڈراپس۔
۱۸۔ مرہم METHYL SALICYLATE دردوں اور پٹھوں کے تناؤ کے لئے مثلاً ALGIPAN۔
۱۹۔ CLOVE OIL برائے عارضی افاقہ دانت درد۔
۲۰۔ گلے کے لئے پینٹ (MENDAL'S-THROAT PAINT)۔
۲۱۔ PIRITON برائے الرجی۔
۲۲۔ سفر پر جانے سے قبل سفری بیماری (TRAVEL SICKNESS) سے بچنے کیلئے کھانے والی گولیاں۔
۲۳۔ طب یونانی کی چورن مثلاً ہاضمون یا اکسیر معدہ اور تریاق کبیر۔
۲۴۔ ہومیوپیتھی کی NUX VOM 30 گولیاں اور CRATAGUS اور IPECAC ڈراپس

یاد رہے کہ شدید ضرب آنے پر مریض کو ہلانا جلانا نقصان دہ ہو سکتا ہے اس لئے ابتدائی طبی امداد کے لئے کچھ شُدھ بُدھ حاصل کر لینی چاہیئے۔ اس کے بارہ میں پاکٹ سائز گائیڈ بھی مل جاتی ہیں۔ شدید پیٹ درد بالخصوص جب دائیں طرف ہو سینک دینا خطرناک ہو سکتا ہے۔ نیز شدید قبض میں جلاب دینا بھی مضر ہے۔ بیماری کے باقاعدہ وارد ہو جانے پر یا شدت اختیار کرنے پر از خود کوئی علاج پیچیدگی کا موجب ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ڈاکٹر کی طرف فوری رجوع چاہیئے۔ پیٹ خراب مثلاً اسہال ہوں تو دردوں کی دوا از قسم BESEROL، NOVALGIN، PARACETAMOL، PENADOL یا اسپرین نہیں لینی چاہیئے۔ نیز اگر اسہال کے ساتھ بخار کی سی کیفیت بھی ہو یا ویسے ہی طبیعت محسوس کر رہی ہو کہ محض اسہال نہیں اور جسم میں درد وغیرہ ہو تو از خود دوائی لینے کی بجائے ڈاکٹر سے رجوع کریں ایسے INFECTED DIORRHIA کے از خود علاج سے پیچیدگی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر نیند نہ

باقی صفحہ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں

میں طبعاً ایسے احباب اور بزرگوں کے سوانح غور سے پڑھتا ہوں۔ جن کو میں نے ایک عرصہ تک قریب سے دیکھا اور ان کے متعلق اپنی ذاتی رائے بھی قائم کی ہو۔ ان میں سے ایک تو سکول کے زمانہ کے شاگرد رشید۔ بعد میں پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خاں ہیں۔ دوسرے حضرت قاضی محمد اسلم صاحب اور حضرت مولوی فرزند علی خاں صاحب ہیں۔ مکرم نصیر احمد صاحب کینیڈا۔ غالباً اگر میں انہیں نہیں جانتا۔ تو وہ تو مجھے جانتے ہی ہونگے اور مکرم خورشید احمد صاحب حال کینیڈا نے اور مکرم مولوی عبدالباسط شاہد صاحب نے متذکرۃ الصدر تینوں ہستیوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ جماعت کے دیگر افراد کی طرح میں نے بھی وہ سب کچھ پوری توجہ اور شوق سے پڑھا ہے۔ کیونکہ ایسے مضامین پڑھنا میری طبیعت پر عمدہ اثر ڈالتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی مجھے وہ باتیں بھی یاد آ جاتی ہیں۔ جو ذاتی علم میں ہوتی ہیں۔ اور میں ان کا اندراج مضمون نگاروں کے تاثرات میں شامل ہونا مضمون کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔ لیکن نصیر احمد صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے کہ ہمیں اپنی اپنی یادداشت کے مطابق قابل قدر ہستیوں کے ان اوصاف و محامد کا ذکر کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ ان کی خدمات کی اہمیت کا اظہار مختلف ادوار میں ہوتا رہے۔

پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خاں صاحب پر مضمون پڑھ کر۔ سارا دن میرے دل و دماغ میں ان کا تبسم۔ خوبصورت چہرہ اور ان کا صاف ستھرا لباس آتا رہا۔ پھر ساتھ ہی ان کا حسن ذوق و مذاق طبیعت کو خوش کرتا رہا۔ ہر شخص کے لئے موقع و محل کے مطابق خوش طبعی کا اظہار۔ ان کی طبیعت کا خاص طور پر خوش کن پہلو تھا۔ ان کے گفتار و اخلاق کا اور اس ادب و احترام کا جو وہ اپنے سکول کے زمانہ کے اس استاد سے روا رکھتے تھے مجھے کل ان کی کوٹھی کی طرف لے گیا۔ اور مجھے وہ بات یاد آ گئی۔ جب میں راولپنڈی میں بیمار تھا۔ اور میرے سبھی شاگردوں عزیزوں نے مجھ سے بذریعہ ٹیلیفون یا خطوط ہمدردی کا اظہار کیا۔ لیکن نصیر خاں جن سے مجھے خاص انس تھا۔ وہ مجھے ملنے کی امید پر اپنے تعلق کے اظہار کو ملتوی کرتے رہے۔ اور جب میں نے انہیں لکھا کہ ہم بھی تم بھی تھے آشنا..... ہم نہ تمھیں بھلا سکے۔ تم نے ہمیں بھلا دیا..... تو اسی روز وہ اپنی بیگم سمیت۔ خاکسار کے مکان واقع دارالعلوم میں مجھے ملنے آ گئے۔ لیکن میں ابھی راولپنڈی سے واپس گھر نہ پہنچا تھا۔ میں گھر پہنچا۔ تو وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ لیکن اپنے استاد کے دل کو اپنے حسن کردار سے متاثر کر کے اور اس کی دعائیں لے کر.......

محترم قاضی محمد اسلم صاحب کے ذکر میں۔ ان کے مداحوں کی یادداشتوں میں مجھے ایک بات۔ جس کا میں خاص طور پر مداح تھا۔ نہیں ملی۔ اور یہ ان کی انگریزی زبان پر عبور اور اس کے ذریعہ سے ان کی احمدیت کی قابل فخر خدمت ہے۔ حضرت قاضی صاحب فلاسفی کے ایم اے تھے لیکن ان کی انگریزی نہایت ہی اعلیٰ قسم کی تھی۔ میری طرح زبان کا چسکا رکھنے والوں کا ان کے متعلق یہ خیال تھا اور ہے کہ ان جیسا انگریزی لکھنے والا۔ اور اردو میں حضور کی کتب کا ترجمہ کرنے والا کم از کم ہماری جماعت میں۔ ان سے بہتر کوئی نہیں۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب انگریزی کے "بادشاہ" تھے۔ لکھتے تو لکھتے ہی چلے جاتے۔ الفاظ خود بخود ان کی قلم پر آتے جاتے۔ حضرت قاضی صاحب لکھتے تو الفاظ کو ادبیت کی چاشنی پہناتے اور اسے محاورہ کا روپ دے دیتے۔ ان دونوں بزرگوں کے بعد خاکسار کی دانست میں۔ حضرت قاضی صاحب کی طرح فلسفہ کے استاد۔ محترم چوہدری محمد علی صاحب سابق پرنسپل خدا کے فضل سے ہم میں موجود ہیں اور اپنی معروف انگریزی دانی کے جوہر دکھلانے میں منفرد۔ متذکرہ مضامین کے حوالہ سے۔ خان صاحب حضرت مولوی ذوالفقار علی صاحب قادیان میں میری ہمسائیگی میں سکونت پذیر تھے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا۔ مجھے بزرگوں پر مضامین لکھنے کا خیال رہتا ہے۔ الفضل پڑھا بھی خوب جاتا ہے۔ میں نے ایک بزرگ کے وفات پر ایک مضمون لکھا۔ وہ حضرت خاں صاحب کو پسند آیا۔ اور مجھے مل کر خاص انداز میں مجھے فرمایا۔ "معلوم نہیں۔ ہمارے بعد بھی لکھو گے یا نہیں"۔ یہ 'بعد' آ گیا۔ تو میں نے ایک مضمون تو لکھ دیا۔ لیکن اب جبکہ ان کے نواسے۔ خورشید احمد صاحب نے نہایت عمدہ۔ مؤثر اور حقیقت پسندانہ مضمون لکھ کر۔ جماعت کی ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ حضرت خان صاحب کی روح خوش ہو رہی ہو گی۔ کہ ان کے بعد ان کی خدمات اور محاسن کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر دوسروں کے لئے قابل قدر سرمایہ علمی اور عملی چھوڑنے کی توفیق بخشے۔

اخبار احمدیہ

سانحہ ارتحال

○ مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ چند روز کی علالت کے بعد مورخہ ۴، فروری ۹۰ء کو فضل عمر ہسپتال میں وفات پا گئیں ہیں ان کی نماز جنازہ اگلے روز بعد نماز عصر بیت المہدی میں مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا بھی کروائی۔

○ مکرم مرزا منصور احمد صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی بعمر ۵۶ سال مورخہ ۹/۱۰ فروری ۱۹۹۰ء کی درمیانی رات حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

موصوف موصی تھے۔ آپ کا جسد خاکی بذریعہ ویگن ربوہ لایا گیا۔ ۱۱، فروری بروز اتوار دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں مولانا سید احمد علی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

الفضل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

تقریب شادی

○ مکرم مختار احمد صاحب ملہی ایڈووکیٹ گوجرانوالہ شہر کی شادی ۲، جنوری کو مکرمہ امۃ السلام صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمود احمد صاحب بٹر فیروزوالہ ضلع گوجرانوالہ سے انجام پائی۔

ان کا نکاح ۲۷، نومبر ۱۹۸۹ء کو بیت الفضل لندن میں مکرم امام صاحب بیت الفضل لندن نے پچیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت دعا میں شرکت فرمائی۔ ۳۰، جنوری ۱۹۹۰ء کو شیلٹن ہوٹل گوجرانوالہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں عزیز و اقارب، احباب جماعت اور غیر از جماعت دوستوں نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

بقیہ از ڈسپنسری

آتی ہو تو استغفار اور ذکر الٰہی کریں اور کوئی ٹھنڈی چیز مثلاً دودھ، آئس کریم، جوس، دہی، لسی، کینو، مالٹا یا سیب کھا لیں۔ چائے اور گرم اشیاء سے پرہیز کریں۔ سگریٹ نوشی بھی نیند غائب کرتی ہے۔ ہائی بلڈ پریشر میں کچی لسی (دودھ میں پانی ملا ہوا) بہت مفید ہے۔ نیند آور گولیوں کا استعمال مجبوری کے تحت کرنا چاہیئے اور وہ بھی ڈاکٹری ہدایت کے مطابق ورنہ اس کی عادت پڑنے کا اندیشہ ہے۔

*

*

بقیہ از تلقین عمل

عدالت کی رو سے اپنے حق لینے کی اجازت ہے۔ پس میں مردوں خصوصاً نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ عدل قائم کریں اور دین حق کے رستے میں دیوار حائل نہ کریں۔

یہ اس تقریر کے خلاصہ کا حصہ ہے جو حضور نے ۳۱ جنوری ۱۹۴۷ء کو قادیان میں بعد نماز مغرب فرمائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلغاریہ کی ترک مسلمان اقلیت

بلغاریہ میں ترک مسلمان ایک لمبے عرصے سے رہتے چلے آرہے ہیں۔ مقامی باشندوں کے ساتھ مذہبی اختلاف کہہ لیں یا قومی تشخص کا فرق، دونوں قوموں میں ایک تنازعہ کیصورت پر بھی لمبا عرصہ گذر چکا ہے جس میں کبھی تیزی آجاتی رہی اور کبھی معاملہ دب جاتا رہا۔ بلغاریہ کے قوم پرستوں نے بھی دیگر شدت پسندوں کی طرح اس واقعہ کو گذشتہ دھائی کے وسط میں بہت ابھارا اور مسلمانوں کے ساتھ بہت سخت رویہ رکھا۔ ۱۹۸۴ء میں حکومت بلغاریہ نے مسلمانوں پر مزید سختیاں جاری رکھتے ہوئے باقاعدہ قوانین پاس کئے جسکی رو سے مسلمانوں کو اپنے اسلامی تشخص سے قانونی طور پر دور کرنے کی کوشش کی نتیجۃً ہزاروں مسلمانوں کو ترکی اور دیگر ممالک کی طرف ہجرت کرنا پڑی اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

حال ہی میں موجودہ حکومت بلغاریہ نے پوری دنیا میں جمہوری فضا سے متاثر ہوکر عالمی رائے عامہ کے دباؤ کے تحت از سرِ نو اپنے ملکی قوانین کا جائزہ لیا اور اسے تسلیم کرنا پڑا کہ ان کے ملک میں اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی کی جارہی ہے۔ چنانچہ بلغاریہ کے صدر مسٹر پیٹر ملاڈینوف کی حکومت نے حال ہی میں یہ مستحسن اقدام کیا ہے کہ قانونی طور پر ترک مسلمان اقلیت کے تمام تر حقوق کو بحال کرنے کا اعلان کیا۔ جن میں انکے مذہبی اور ثقافتی حقوق بھی شامل ہیں صدر نے تسلیم کیا کہ گذشتہ حکومت کا ترکوں کے حقوق غصب کرنا ایک سنگین غلطی تھی جسکا نتیجہ بلغاریہ کو یہ بھگتنا پڑا کہ اُسے عالمی سطح پر ناپسندیدگی کا سامنا کرنا پڑا اور وہ الگ تھلگ ہوکر رہ گئے۔ ترکوں کے حقوق کی بحالی پر بلغاریہ کے قوم پرستوں نے احتجاجی مظاہرے شروع کر دیئے اور ان کا مطالبہ ہے کہ مسلمانوں کو حقوق دیئے جانے سے قبل اس مسئلے پر ملک میں ریفرنڈم کرایا جانا چاہیئے تھا۔ مظاہرین کے احتجاج میں شدت آتی جارہی ہے اور حکومت اس بات سے پریشان ہے کہ یہ مظاہرے کہیں تشدد کا رنگ اختیار نہ کرلیں تاہم صدر نے قوم پرستوں کے نمائندوں کے ساتھ اس مسئلہ پر مذاکرات بھی کئے ہیں۔ دوسری طرف ترک اقلیت کے لیڈروں نے اپنے حقوق کی بحالی کیلئے حکومت سے مذاکرات کا آغاز کر دیا ہے۔ امریکہ نے بلغاریہ کی موجودہ حکومت کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ اس نے بالکل درست فیصلہ کیا ہے اور اسے اس پر مضبوطی سے قائم ہو جانا چاہیئے۔ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی ترجمان مسز مارگریٹ نے قوم پرست مسلمان مخالف تنظیموں کے مطالبہ ریفرنڈم پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ جمہوریت کی رو سے مساوی حقوق کو تسلیم کرنے کی راہ میں ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے اُنہوں نے مزید کہا کہ ہم اس فیصلہ کے مکمل حق میں اور اس پر قائم رہنے کیلئے بلغاریہ کی پرزور تائید کرتے ہیں۔

پانامہ کب اور کیسے وجود میں آیا

پانامہ کی پوری تاریخ امریکہ سے متعلق ہے۔ ۱۹۰۳ء میں امریکہ چاہتا تھا کہ امریکہ میں ۸۲ کلو میٹر کی ایک ایسی نہر تعمیر کی جائے جو بحر الکاہل کو بحرِ اوقیانوس سے ملا دے۔ اس نہر سے امریکی تجارت کو بہت فائدہ پہنچتا اور اس کے مغربی ساحل سے سمندری جہاز پورے جنوبی امریکہ کا چکر کاٹے بغیر درمیان سے گذر کر یورپ جا سکتے تھے۔ اس وقت اس علاقے پر کولمبیا کا قبضہ تھا۔ امریکیوں نے کولمبیا والوں سے سمجھوتہ کرنا چاہا۔ مگر جب انہیں ناکامی ہوئی تو انہوں نے علاقے کے باشندوں کو بغاوت پر اکسایا۔ امریکہ کی بھاری امداد کے نتیجے میں چھوٹا سا نیا ملک وجود میں آیا۔ جس کا نام پانامہ ہے یہ نہر امریکیوں نے تعمیر کی تھی اور معاہدہ کے مطابق نہر اور اس کے آس پاس کے علاقے پر ہمیشہ امریکہ کا کنٹرول رہے گا۔

شگفتل اور برسیم سے ہونیوالا

جانوروں کا اپھارہ

نیز سرکن، گل گھوٹو، منہ کھر، کنار (خونی پیشاب)، زہرباد، تھنوں کی سوزش، کمی دودھ، داہ، ٹک وغیرہ کے کامیاب نسخوں پر مشتمل۔ لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں۔

کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

فون: سیلز / کلینک / رہائش ڈاکٹر
۷۷۱ / ۶۰۶ / ۶۰۷

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیرِ اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ فرانس اور پاکستان کے درمیان ایٹمی تعاون جو پچھلے دس سال سے تعطل کا شکار ہے۔ اب پھر شروع ہو جائے گا انہوں نے اعلان کیا کہ ہم بجلی پیدا کرنے کیلئے ایٹمی بجلی گھر لگانے کے لئے بین الاقوامی تحفظات قبول کرنے پر تیار ہیں۔

○ وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ جموں کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ آزادانہ رائے شماری کے ذریعے ہوگا۔

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں نے ٹیلی ویژن سٹیشن کے ڈائریکٹر کو ہلاک کر دیا۔ حریت پسندوں نے راکٹ لانچر اور میزائیل حاصل کر لئے ہیں۔ ان کے ذریعے سے وسیع پیمانے پر تخریب کاری کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

○ ڈیرہ غازی خان سے رکن اسمبلی نوابزادہ کمال الدین انور نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ وہ پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔

○ انڈین ائر لائنز کا ایک طیارہ بنگلور ائرپورٹ پر تباہ ہو گیا۔ طیارے میں ۱۵۵ مسافر سوار تھے جن میں سے ۱۳۵ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ طیارہ لینڈ کرتے ہوئے بنگلور ہوائی اڈہ کی باڑھ سے ٹکرا گیا جس سے طیارے میں آگ لگ گئی۔

○ پنجاب اسمبلی کا ایک رکن رشید ڈوگر پنجاب سے اسلحہ سمگل کرتے ہوئے گرفتار ہو گیا۔ کل سات افراد گرفتار ہوئے سب کا تعلق فاروق آباد سے ہے۔

○ بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم والے پٹھانوں اور پنجابیوں کے بعد اب مہاجروں کو قتل کر رہے ہیں۔

○ کراچی کے مختلف علاقوں سے چار لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔

○ ورلڈ ہاکی کپ میں ارجنٹائن نے بھارت کو تین کے مقابلے میں پانچ گول سے ہرا دیا۔ بھارت اور روس برابر رہے۔ آسٹریلیا نے فرانس کو انگلینڈ نے کینیڈا کو اور مغربی جرمنی نے سپین کو ہرا دیا۔

○ سپریم کورٹ کے ایک فیصلے کیمطابق مسیحی خاتون ایم پی اے شیلا چارلس کی رکنیت پنجاب اسمبلی ختم کر دی گئی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ سوویت قیادت نے صدر کو زیادہ اختیار دینے کیلئے آئین میں تبدیلی کا عمل شروع کر دیا ہے۔ روسی پارلیمنٹ صدر گورباچوف کی متعدد نئی آئینی تجاویز پر غور شروع کر رہی ہے۔

○ اکالی دل پارٹی (مان گروپ) کے سربراہ سمران جیت سنگھ نے بھارتی حکومت کو خبردار کیا ہے کہ اگر سکھوں کے خلاف کارروائیاں بند نہ کی گئیں تو وہ علیحدگی پسند تحریک کی حمایت پر مجبور ہو نگے۔ انہوں نے اپنی پارٹی کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وشوانا تھ پرتاپ سنگھ کی حکومت نے پرانے انتظامی ڈھانچے میں کوئی تبدیلی نہیں کی جو بھارت میں سکھوں کے واحد اکثریتی صوبے میں ظلم و تشدد کی ذمہ دار ہے۔

○ عرب لیگ کے وزرائے خارجہ نے امریکہ پر زور دیا ہے کہ وہ اسرائیل میں مزید یہودیوں کی آباد کاری کے خلاف اقدام کرے اسرائیل واضح ہٹ دھرمی کے ساتھ روس سے مزید یہودی لاکر ان علاقوں میں آباد کرنا چاہتا ہے جو درحقیقت عربوں کی ملکیت ہیں اور ان پر اسرائیل کا قبضہ ہے۔ اقوامِ متحدہ میں عرب لیگ کے نمائندے مقصود کلاوس نے ایک بیان میں بتایا کہ مشرقِ وسطیٰ میں قیامِ امن کی راہ میں اسرائیل کا یہ اقدام بڑی روک ہے اور اس سے مزید حالات خراب ہو سکتے ہیں۔

پتہ